ابلیس کی طرح ہوگا۔

اور یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس عبادت و معرفت میں بڑا مقام رکھتا تھا حتی کہ اس کو طاؤس الملائکۃ کہا جاتا تھا، پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی؟ بعض علماء نے فرمایا کہ تکبر کے سبب سے اللہ نے اپنی دی ہوئی معرفت اور علم وفہم کی دولت سلب کر لی اور بعض نے کہا کہ جاہ اور خود پسندی نے حقیقت شناسی کے باوجود اس بلا میں مبتلا کر دیا:

اذا لم یکن عون من اللّٰہ للفتی   فأول ما یجنی علیہ اجتہادہ

''جب کسی گناہ کے وبال سے بچنے کے لیے اللہ کی تائید بندے کو حاصل نہ ہو تو سب سے پہلے اس کی ذاتی کوشش ہی اس کو گمراہ کرتی ہے۔''

فائدہ نمبر 8: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مکلف کا ایمان وہی معتبر ہے جو آخر عمر تک ساتھ رہے۔ لہذا موجودہ ایمان وعمل اور علم ومعرفت پر کسی کو غرور ودھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ (روح المعانی، معارف القرآن)

لطیفہ

امام شعبیؒ سے پوچھا گیا: کیا ابلیس کی بیوی ہے؟

آپؒ نے کہا: ''میں اس شادی کی تقریب میں شامل نہیں تھا!''

آپؒ کہتے ہیں: پھر جب میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿افتتخذونہ وذریتہ أولیاء من دونی﴾ (الکہف: ۵۰) تو مجھے پتہ چلا کہ جب تک بیوی نہ ہو، اس کے لیے اولاد نہیں ہو سکتی۔ پھر میں نے کہا: واقعی اس کی بیوی ہے۔

*****

الف لام

عربی زبان میں اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) غیر زائد (۲) زائد

غیر زائد الف لام کی دو صورتیں ہیں: (۱) اسم موصول بمعنی (الذی) (۲) حرف تعریف

الف لام حرف تعریف کی چار انواع ہیں: [۱] جنسی

[۲] استغراقی

[۳] عہد خارجی

[۴] عہدِ ذہنی

(ابوعبدالقدیر خان)

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town, Lahore-54700
Phone 5866476-566

درسِ حدیث (قسط:۱)

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ

عبدالوھاب خان

عن ابن عباس ﷺ قال: مر رسول الله ﷺ علیٰ قبرین فقال: **"أمَا إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير، أمّا أحدهما فكان يمشي بالنميمة وأمّا الآخر فكان لا يستتر من بوله"** قال ﷺ: فدعا بعسيب رطب فشقه باثنين ثم غرس علیٰ هٰذا واحداً وعلیٰ هذا واحداً، ثم قال ﷺ: **"لعله أن يخفف عنهما ما لم ييبسا"**

تخریج: [صحیح البخاریؒ، الوضوء باب: ٥٥ من الكبائر ان لا يستتر من البول، ح: ٢١٦٢، ١/٣٧٩، ط: السلفية و ح: ٢١٨، ١/٣٨٥، الجنائز باب: ٨١ ح: ١٣٦١، باب: ٨٨ ح: ١٣٧٨، الأدب باب ٤٦ ح: ٦٠٥٢، باب: ٤٩ ح: ٦٠٥٥، مسلمؒ الطهارة ح: ١١١، ٢/٢٠٠ مع شرح النوويؒ، و في لفظ لمسلمؒ: "من البول" ح: ١١٢ ٣/٢٠١، أبوداؤدؒ، طهارة باب: ١١، النسائیؒ، الطهارة باب: ٢٦، الجنائز باب: ١١١، ابن ماجهؒ، طهارة باب: ٢٥، الدارمیؒ، طهارة باب: ٦١، ١/٢٠٥، احمدؒ ١/٢٢٥]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ دو قبروں سے گزرے تو فرمایا: **"سنو! ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی بڑے معاملے میں نہیں ہو رہا ہے** (یعنی جس سے بچنا بہت دشوار ہو یا لوگ ان کو "بڑا گناہ" سمجھتے ہوں) **بلکہ ان میں سے ایک چغلی کرتا پھرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔"** پھر آپ ﷺ نے ایک سبز ٹہنی منگوا کر اس کو دو حصوں میں چیرا اور دونوں قبروں پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا اور فرمایا: **"امید ہے کہ ان ٹہنیوں کے سوکھنے تک ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔"**

تمہید: دین اسلام نے مفید ترین احکامات کے ذریعے دھیرے دھیرے عرب کے جاہلانہ معاشرے کو اعلیٰ ترین تربیت اور تہذیب و ثقافت سے مزین کر کے عالم انسانیت کی اصلاح تعلیم اور تہذیب و تربیت کا بوجھ سہارنے کے قابل بنایا۔

اس درس میں بول و براز وغیرہ نجاست سے طہارت کے بارے میں اسلامی شریعت کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور سہولت فہم کی خاطر فصول و ابحاث پر تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اوّل: زیرِ درس حدیث کے شواہد اور متعلقہ روایات

مبحث اول: شواهد الحديث:

(۱) حديث أبي بكرة ﷺ: "مر رسول الله ﷺ على قبرين فقال إنهما ليعذبان......" [رواه أحمدؒ

وابن ماجۃ والطبرانیؒ فی الأوسط وصححه الألبانیؒ ر:صحیح الترغیب والترھیب ۱/۱۳۸]

(۲) حدیث أبی ھریرۃ ؓ نحوہ [رواہ ابن حبانؒ وصححه الألبانیؒ ر:الترغیب ۱/۱۳۹]

مبحث ثانی: احادیث الباب:

(۱) حدیث **ابن عباس ؓ**:قال رسول اللہ ﷺ :''**عامة عذاب القبر من البول ،فاستنزھوا من البول**''

[البزار والطبرانی فی الکبیر وعبد بن حمید فی مسندہ والحاکم والدارقطنی وقال :اسنادہ لابأس به ، وصححه الألبانیؒ ر: الترغیب ۱/۱۳۸] **''عام طور پر عذاب قبر پیشاب کی بد احتیاطی سے ہوتا ہے،لہٰذا پیشاب سے اجتناب کرو۔''**

(۲) حدیث **أبی ھریرۃ ؓ**:قال رسول اللہ ﷺ: ''**أکثر عذاب القبر من البول** ''[رواہ أحمد وابن ماجه والحاکم وقال:صحیح علی شرط الشیخین۔ أعله أبو حاتم بالوقف ر:نیل الأوطار ۱/۱۱۳ ، وصححه الألبانیؒ ر:صحیح الترغیب ۱/۱۳۸] **''اکثر و بیشتر قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔''**

(۳) حدیث **أنس ؓ**:قال رسول اللہ ﷺ:'' **تنزھوا من البول ، فإن عامة عذاب القبر من البول**''

[رواہ الدارقطنی وقال المحفوظ المرسل، وحسنه الألبانیؒ ر: الترغیب ۱/۱۳۸]

''پیشاب سے صفائی کا اہتمام کرو، یقیناً عام طور پر قبر کا عذاب پیشاب کے سبب سے ہوتا ہے۔''

(۴) حدیث **أبی أمامة ؓ** قال رسول اللہ ﷺ:''**اتقوا البول ، فإنه أول ما یحاسب به العبد فی القبر** ''

[رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال :إسنادہ لا بأس به و حسنه الألبانیؒ ر:صحیح الترغیب والترھیب ۱/۱۳۸]

''پیشاب سے پرہیز کرو، بیشک قبر میں بندے سے سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔''

(۵) حدیث **عبادۃ بن الصامت ؓ** قال سألنا رسول اللہ ﷺ عن البول فقال:''**إذا مسکم شئ فاغسلوہ، فإنی أظن أن منه عذاب القبر**'' [مسند البزار وقال العسقلانی:إسنادہ حسن ،ر:نیل الأوطار ۱/۱۱۳] ''پیشاب کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا:**''جب بھی تمہیں کچھ لگ جائے تو اس کو دھویا کرو، میرا خیال ہے کہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔''**

(۶) وحدیث **أبی ھریرۃ ؓ**قال :''**استنزھوا من البول ، فإن عامة عذاب القبر منه**'' [رواہ الدارقطنی موقوفاً ر:سبل السلام ۱/۱۲۳] ''پیشاب سے صفائی کا اہتمام کرو، یقیناً عام طور پر عذابِ قبر اسی بنا پر ہوتا ہے۔''

مبحث ثالث: مسائل حدیث

(۱) انسانی پیشاب اور پاخانہ غلیظ ترین نجاست ہے۔اس کی نجاست پر اجماع ہے۔[الاجماع لابن المنذر ص:۱۷] شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کہا: انسان اور حیوانات میں واضح فرق ہے۔دیکھیے ! انسانی گوشت کو اس کے عزت وشرف

کی بنا پر حرام کیا گیا ہے۔[مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۱/۶-۵۴] انسان زندگی میں اور راجح قول کے مطابق موت کے بعد بھی نجس نہیں ہوتا، اکثر انسانی فضلات (بلغم، رینٹ، لعاب وغیرہ) بالا جماع پاک ہیں۔ جبکہ جانور مرنے پر نجس ہو جاتے ہیں۔ اس کے باوجود انسان کا پیشاب' حیوانی پیشاب سے بڑھ کر پلید ہے۔ غالبًا اس کی حکمت یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ واسطہ پڑنے کی وجہ سے یہ شدید حکم دیا گیا ہے **تا کہ اس سے اجتناب میں لاپرواہی نہ برتی جائے۔ واللہ أعلم** [فتاوی ۲۱/۵۵۵-۵۵۶]

(۲) دور جاہلیت میں عام غلاظتوں کی طرح اس نجاست سے بھی اجتناب کی خاطر خواہ کوشش نہیں کی جاتی تھی، نجاست سے پاکیزگی اسلام کے اولین احکامات میں سے ہیں، پھر بھی پرانی عادت کے تحت بعض اصحاب سے بھی اس معاملے میں کوتاہی سرزد ہوئی۔ اس سے آگاہی پر رسول اللہ ﷺ نے شدید تنبیہ اور وعید بیان فرمائی۔

(۳) پیشاب وغیرہ سے اجتناب میں کوتاہی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ بعض علمائے دین نے ''وما یعذبان في کبیر'' سے استدلال کرتے ہوئے اسے صغیرہ قرار دیا ہے۔

لیکن بخاری [ح:۲۱۶، ۱۳۷۸] میں واقع حرف استدراک ''بلی'' اس وہم کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ جبکہ ایک روایت میں ''وإنه لکبیر'' کی وضاحت بھی ہے۔[بخاری ح:۶۰۵۵] لہٰذا اس گناہ کے کبیرہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ [دیکھیے: نیل الأوطار ۱/۱۱۱، سبل السلام ۱/۱۲۴]

فصل ثانی: نجاست اور اس کی قسمیں

مبحث اول :انسانی بول و براز کی نجاست شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کہا: انسان اور حیوان میں شرعاً بہت فرق ہے۔ دیکھیے انسان نہ صرف زندگی میں بلکہ موت کے بعد بھی نجس نہیں ہوتا، جبکہ حلال جانور تک بھی مر جانے پر نجس ہو جاتے ہیں۔ پھر شریعت میں انسانی فضلات (بول و براز) کو حیوانی فضلات (پیشاب و گوبر، لید، مینگنی یا بیٹ) سے بڑھ کر نجس قرار دیا گیا ہے تا کہ اس سے بے احتیاطی یا لاپرواہی نہ برتی جائے۔[فتاوی ۲۱/۵۵-۵۵۶]

مبحث ثانی: جمہور علماء نے تمام نجاستوں کو ایک ہی قسم شمار کیا ہے۔

علمائے احناف نے نجاست کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) نجاست غلیظہ: یہ انسانی بول و براز، بہتا ہوا خون وغیرہ چیزیں ہیں، جن کی نجاست قطعی دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔

(۲) نجاست خفیفہ: جن کی نجاست ظنی دلائل سے معلوم ہوتی ہے۔

شکل کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں: (۱) مرئی یعنی نظر آنے والی نجاست جیسے پاخانہ، خون وغیرہ

(۲) غیر مرئی یعنی سوکھنے پر نظر نہ آنے والی نجاست جیسے پیشاب (بالاتفاق) اور شراب (جمہور)

فصل ثالث: حصول طہارت کے شرعی ذرائع

مبحث اول: پانی پانی پاک ہے اور اس میں نجاست، غلاظت اور میل کچیل کو دور کرنے کی صلاحیت ہے۔ لہذا ہر قسم کی نجاست کے ازالے کے لیے پانی کا استعمال قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

اسلامی تعلیمات میں پانی کو ہر قسم کی غلاظت سے محفوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔[مسلم، الطھارۃ ح:۹٤ عن جابر ۱۸۷/۳] امام نوویؒ نے کہا: یہ ممانعت بعض پانیوں میں حرمت اور بعض میں کراہت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر زیادہ پانی جاری ہو تو اس میں پیشاب کرنا بالکل حرام تو نہیں، البتہ اس سے ممکنہ حد تک بچنا چاہیے۔ اگر پانی کم لیکن جاری ہو تو ایک قول کے مطابق اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے، بہر حال بالکل اجتناب کرنا بہتر ہے، کیونکہ یہ اسے گندہ کرتا اور نجس کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ نہی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح جب پانی زیادہ لیکن کھڑا ہو تب بھی۔ علماء نے کہا کہ کھڑے پانی میں غسل کرنا مکروہ ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔[فتـــــوی ۳٤/۲۱] اسی طرح جاری چشمے میں غسل کرنا بھی مکروہ ہے۔[نیل الاوطار ۱/٤۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه**" وفی روایة: "**ثم یغتسل منه**"[بخاری، الوضوء باب ٦٨، ح:۲۳۹، ۱/۲۱۲؛ مسلم، طھارۃ ح:۹۵ ۳/۱۸۷ عن ابی ھریرۃ] "تم میں سے کوئی ہرگز ایسے پانی میں پیشاب نہ کرے جو بہتا نہ ہو، پھر اسے اس میں سے غسل کرنے کی نوبت بھی آسکتی ہے۔" دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا: ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ آپؓ نے کہا "پانی (مگ وغیرہ سے) اٹھا کر استعمال کرنا چاہیے۔"[مسلم، الطھارۃ باب: ۹۷ ۳/۱۸۸] ابن دقیق العیدؒ کا بیان ہے کہ حدیث بالا میں "**ثم یغتسل فیه**" کا لفظ نصا ڈبکی لگانے سے منع کرتا ہے اور اس سے پانی اٹھا کر غسل کی ممانعت کا استدلال کیا جا سکتا ہے اور "**منه**" کا لفظ پانی اٹھا کر نہانے سے منع پر نص صریح ہے اور اس میں گھسنے سے ممانعت کا استدلال کیا جاتا ہے۔[نیل الاوطار ۱/٤۵]

مبحث ثانی: مٹی

(۱) امام شافعیؒ، خطابیؒ، نوویؒ اور ابن حجرؒ کہتے ہیں: حدیث اسماءؓ سے ثابت ہوا کہ نجاست صرف پانی سے دھو کر پاک ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تمام نجاستیں خون کی طرح ہیں، بالاجماع ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہی جمہور اہل علم کا قول ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر پاک مائع چیز سے دھونے پر پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے۔

شوکانیؒ کہتے ہیں: حق یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں پانی کی یہی صفت بیان ہونے کی وجہ سے ازالہ نجاست میں پانی اصل ہے،

لیکن حصولِ پاکیزگی میں پانی کی تخصیص کو وہ حدیثیں مسترد کرتی ہیں جن میں جوتے کو مٹی سے رگڑنے، منی کو کھرچنے اور اذخر وغیرہ سے مل دینے کا ذکر ہے۔[نیل الاوطار ۱/۵۲] حجة الله البالغة میں ازالہ نجاست میں (ماءطاہر) پاک چیز مل کر بدلے ہوئے پانی کا استعمال بھی درست قرار دیا گیا ہے اور نوابؒ نے بھی اسے ترجیح دی ہے۔[دیکھیے: الروضة الندية ۱/٦]

مٹی سے رگڑ کر جوتے وغیرہ کی پاکیزگی ثابت ہے، پتھر سے محل استنجا کی پاکیزگی ہوتی ہے، پتھر پر ٹشو پیپر دغیرہ کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ بلتستان کے دیسی لیٹرین میں ریت یا مٹی بھی اس مقصد کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو کہ شرعاً کافی نہیں۔ لہٰذا اس کے بعد پانی سے استنجا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعودؓ کو تین پتھر لانے بھیجا تو وہ دو پتھر اور ایک لید لے آیا، آپ ﷺ نے پتھر لیے، لید کو پھینکا اور فرمایا: ''**إنها ركس**'' [بخاری، الوضوء باب ۱٦ ح: ۱۵٦] ایک روایت میں ہے کہ یہ گدھے کا لید تھا۔[ابن خزيمة ح: ٦۹ شاملة] ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**ائتني بحجر**'' [أحمد ح: ٤۰۷۲ ش] ''**ایک اور پتھر لے آؤ**'' اگر مٹی جیسی چیز سے استنجا درست ہوتا تو پتھر ڈھونڈنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ والله أعلم

مبحث ثالث: دیگر اشیاء : امام مالکؒ، شافعیؒ اور زفرؒ وغیرہ کے نزدیک۔ زمین کو نجاست سے پاک کرنے کا واحد طریقہ پانی بہانا ہے۔ بعض علماءؒ نے دھوپ اور ہوا لگنے کو بھی اسبابِ طہارت میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے ان آثار سے استدلال کیا ہے: ''**زكاة الارض يبسها**'' [ابن ابی شيبة] ''**جفوف الارض طهورها**'' [رواه عبدالرزاق موقوفاًعلى ابى قلابة] یعنی زمین سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ امام شوکانیؒ اور صنعانیؒ کہتے ہیں: یہ روایتیں موقوف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں۔[سبل السلام ۱/۳۳، نيل الاوطار ۱/٥٦]

عام مشاہدے کے مطابق سوکھی ہوئی نجاست کی بدبو کم ہو جاتی ہے، لیکن دوبارہ گیلی ہونے پر اس کی بدبو پھر تیز ہو جاتی ہے، اسے خشک حالت میں بھی پاک کہنا ممکن نہیں۔ ہاں کافی لمبا عرصہ دھوپ میں پڑی رہے تو ممکن ہے کہ نجاست کے تینوں اثرات (رنگ، بو، ذائقہ) بالکل ختم ہو جائیں، حتیٰ کہ تر ہونے پر دوبارہ تعفن پیدا نہ کرے۔ اس صورت میں اُس قولِ ثانی کو قبول کیا جا سکتا ہے...... لیکن اتنے میں وہ متنازعہ نجاست عموماً بارش یا برف کی زد میں آ ہی جاتا ہے۔ والله أعلم

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ نجاست کسی بھی طریقے سے دور ہو جائے تو شرعاً معتبر ہے، اور اس میں انسان کا عمل یا نیت ضروری نہیں۔ ہاں نیت و عمل ہونے کی صورت میں ازالہ نجاست باعث ثواب ہے۔[فتاوی ۲۱/ ٤۷۵، ٤۷٦]

فصل رابع: طہارت کے شرعی مواقع

مبحث اول: جسمانی پاکیزگی کا شرعی حکم اللہ رب العزت نے یہ زمین و آسمان انسانی ضروریات اور سہولتوں کی فراہمی کے لیے پیدا فرمائے، خصوصاً آبی چکر کے ذریعے پانی کے نزول کا مقصد ہی انسان کی پاکیزگی قرار دیا۔ فرمان اقدس ہے:

﴿و ينـزل من السمـاءِ ماءً ليطهركم به﴾ [الأنفال:١١] ''اور وہ ذات آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے کہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کردے۔'' معلوم ہوا کہ نجاست (حسی اور حکمی) سے پاکیزگی کا حصول اہل اسلام پر اہم فریضہ ہے۔ والله أعلم

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿و ثيـابك فطهر ۞ والرجز فاهجر ۞﴾ [المدثر:٤،٥] ''اور اپنے کپڑوں کو پاک کرلو۔ اور پلیدی کو چھوڑ دو۔'' آیت کریمہ میں کپڑوں کی پاکیزگی اور ''نجاست'' سے طہارت کا حکم ہے۔ اس میں نجاست معنوی یعنی ''شرک'' سے قلب و ذہن کی پاکیزگی اور ''نجاست ظاہری'' سے اعضائے جسمانی کی پاکیزگی دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں۔ والله أعلم

ابن تیمیہؒ اس آیت کی روشنی میں کہتے ہیں: اجتناب نجاست کا حکم دین اسلام کے اولین احکامات میں سے ہے۔ [فتاوی ٢١/٥٧٥] ڈاکٹر زحیلیؒ کہتے ہیں: ﴿و ثيـابك فطهر ۞﴾ سے جسم کی صفائی بالاولیٰ فرض ہوتی ہے، کیونکہ جسم اصل اور لباس اس کے تابع ہے۔ [الفقه الإسلامي وأدلته ١/٢٤٠]

اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے: ''الطهور شطر الإيمان......'' [مسلم، الطهارة ح:١ عن أبي مالك ﷜ ٣/٩٩] ''صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔'' اسی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے سوتے وقت وضو کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''طهروا هذه الأجساد طهركم الله......'' [المعجم الأوسط للطبراني عن ابن عباس وحسنه الألباني في الترغيب ١/٣١٧] ''اپنے جسموں کو پاک صاف کیا کرو !! اللہ تمہیں (گناہوں سے) پاک کردے۔''

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن بازؒ کی زیر قیادت سعودی عرب کی تحقیقی کمیٹی کا فتوی: ''انسان کے بدن یا لباس پر پیشاب یا اس سے آلودہ پانی کی چھینٹیں پڑیں تو اسے دھونا فرض ہے۔'' [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء ٥/٣٦٣]

''بچہ کسی بچھونے پر پیشاب کرے تو اسے دھوکر پاک کرنا ضروری ہے۔ فرش سے چپکے ہوئے کارپٹ کو اکھیڑ کر دھونا اور نچوڑنا واجب نہیں، بلکہ زمین کی طرح نجاست کے دور ہونے تک پانی بہانے تو پاک ہو جائے گا۔'' [صفحة ٥/٣٦٤]

''بچے کی ماں اور دائی کے لیے بھی بچے کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے، البتہ دودھ پر اکتفا کرنے والے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکانا کافی ہے۔'' [صفحة ٥/٣٦٨]

انسانی بدن کی صفائی و پاکیزگی کا اہتمام

(١) گندگی کے خدشے پر ہاتھوں کی صفائی کا اہتمام: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثا فإنه لا يدري أين باتت يده'' [مسلم، الطهارة ح:٨٧ عن أبي هريرة ٣/١٧٨] ''جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ کو تین دفعہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے، یقیناً وہ نہیں جانتا کہ اُس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری۔''

(۲) پیشاب کے دوران جسم ولباس کی حفاظت کا اہتمام: رسول اللہ ﷺ نے دیوار کے قریب نرم زمین پر پیشاب کیا، پھر ارشاد فرمایا: ''**إذا أراد أحدكم أن يبول فليرتد لبوله موضعاً**'' [ابو داؤد الطهارة باب ۲ الرجل يتبوأ لبوله ،عن أبي موسى ﷺ ۱/۱۵، أحمد ۴/۳۹۶،۳۹۹،۴۱۲] ''**جب تم میں سے کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنا چاہیے۔**'' یعنی اوٹ میں نرم جگہ جس سے چھینٹے نہ اڑیں۔

(۳) قضائے حاجت کے دوران کپڑے اور پیروں کو پاک رکھنے کا اہتمام: ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حفصہؓ کی چھت سے رسول اللہ ﷺ کو بیت الخلا میں دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔'' [بخاری ،الوضوء باب ۱۲ من تبرز علىٰ لبنتين ح:۱۴۵ ۱/۲۹۷]

(۴) پانی سے استنجا کرنا افضل ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت قُبا والوں کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے: ﴿**فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطّهّرين**﴾ کیونکہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے۔ [ابو داؤد ۱/۸،ترمذی ۴/۱۱۹ تحفه،ابن ماجه عن أبي هر ﷺ ح:۳۵۷ وصححه الألباني إرواء الغليل ح:۴۵] **بعض روایات** میں یہ وضاحت بھی ہے کہ اہل قبا نے اپنی عادت یوں بیان کی: ''**إنا نتبع الحجارة الماء**'' یعنی ہم پتھر سے صفائی کے بعد پانی سے بھی استنجا کرتے ہیں۔'' [ارواء الغليل ۱/۸۴] بہر حال یہ افضل طریقہ ہے اور محل استنجا کے آس پاس زیادہ آلودگی نہ ہونے کی صورت میں پتھروں یا ٹشو وغیرہ سے صفائی پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے، تین پتھروں سے کم پر اکتفا کرنے اور گوبر یا ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔'' [مسلمؒ ،الطهارة ح:۵۳ عن سلمان ﷺ ۳/۱۵۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليستطب بثلاثة أحجار فإنها تجزئ عنه**'' [أحمد ۶/۱۰۸،۱۳۳، أبو داؤد ۲، نسائی ۱/۱۸، دارمی ۱/۱۷۰ عن عائشة وصححه الألبانیؒ في الإرواء ح:۴۴ ۱/۸۴] ڈاکٹر نعیم نے نوربخشیہ مذہب کی ترجمانی کرتے ہوئے پانی سے استنجا کے ''وجوب'' کی طبی لحاظ سے تائید کی ہے۔ [میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ ص:۴۲۶] اگرچہ استنجا کے بعد ہاتھوں کی صفائی کا اہتمام اسوہ حسنہ سے ثابت ہے، لیکن دین میں کوئی ''وجوب'' شرعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔ نیز طبی لحاظ سے پہلے ٹشو پیپر وغیرہ کا استعمال اور استنجا کے بعد ہاتھ کو صابن سے دھونا ضروری ہے۔ لہٰذا صابن نہ ہونے کی صورت میں پانی کے بجائے ٹشو پیپر وغیرہ پر ہی اکتفا کرنا طبی نقطہ نظر سے بہتر ہوگا، کیونکہ اس میں ہاتھ کی آلودگی کا خطرہ نہیں۔ واللہ أعلم پھر بھی شرعی دلائل کی رو سے اہل علمؒ کے نزدیک پانی سے استنجا مطلقاً بہتر ہے۔ [ترمذی،الطهارة باب ۱۵، ۱/۳۱]

(۵) استنجا کے بعد ہاتھوں کی صفائی کا اہتمام: رسول اللہ ﷺ پانی سے استنجا کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے۔ [أبو داودؒ، طھارۃ باب ٢٤ عن أبي ھریرۃؓ وحسنہ الألباني في صحیح السنن ١/٢٢] ''نبی اکرم ﷺ نے غسل سے قبل استنجا کیا پھر ہاتھ دیوار پر مل لیا، پھر اسے دھولیا.....'' [بخاري، الغسل، باب ٨ مسح الید بالتراب لتکون أنقیٰ ح: ٢٦٧،٢٦٠ عن أمنا میمونۃؓ ١/٤٥٧،٤٤٣] دوسری روایت میں ہے: **''ثم ضرب یدہ بالأرض أو الحائط مرتین أو ثلاثاً......''** [بخاري، الغسل باب ١٦ ح: **٢٧٤** ١/٤٥٥] ''آپ ﷺ نے استنجا کے بعد ہاتھ کو دو یا تین مرتبہ زمین یا دیوار سے رگڑ کر دھویا۔'' ہم استنجا کے بعد ہاتھوں کو صابن سے دھونے کا التزام کر کے اس سنت پر عمل کر سکتے ہیں۔

(٦) نماز کی خاطر خصوصی اہتمام: علمائے امت کا اجماع ہے کہ پاکیزگی کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی اگر حصولِ طہارت ممکن ہو۔ [الإجماع ص ١٧] حدیث قدسی میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: **''من صلی الصلاۃ لوقتھا وحافظ علیھا ولم یضیعھا استخفافاً بحقھا فلہ عليّ عھد أن أدخلہ الجنۃ، ومن لم یصلھا لوقتھا ولم یحافظ علیھا وضیعھا استخفافا بحقھا فلا عھد لہ عليّ إن شئت عذبتہ وإن شئت غفرت لہ''** [الدارمي والطبراني في الکبیر والأوسط عن کعب بن عجرۃؓ وحسنہ الألبانيؒ في الترغیب ١/٢٣٢] ''جس نے بروقت نماز کی پابندی کی اور اس کے حق کو معمولی سمجھتے ہوئے اسے ضائع نہ کیا تو اُس کے ساتھ میرا وعدہ ہے کہ میں اسے جنت میں داخلہ دوں گا۔ اور جو بروقت نماز کی پابندی نہ کرے اور اس کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے اسے ضائع کرے تو اُس کے ساتھ میرا کوئی وعدہ نہیں، میں چاہوں تو اسے عذاب میں مبتلا کروں گا اور چاہوں تو معاف کردوں گا۔'' [روی مالك وأبو داود والنسائي وابن حبان نحوہ عن عبادۃ بن الصامتؓ مرفوعاً وصححہ الألباني في الترغیب ١/٢١٩]

''**نماز کے حقوق**'' اس کے تمام شرعی آداب ہیں، جن میں سے صفائی کو استحباب کا اور پاکیزگی کو فرضیت کا درجہ حاصل ہے۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ صفائی و پاکیزگی سمیت نماز کے جملہ آداب کا خاص اہتمام کر کے اس عظیم وعدہِ الٰہی کے مستحق بنیں۔

مبحث ثانی: لباس کی پاکیزگی کا اہتمام

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے جماع کرتا ہے اُس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: **''نعم إذا لم یر فیہ أذی''** [أبو داود الطھارۃ باب ١٣٣ عن معاویۃؓ، ابن ماجہ طھارۃ باب ٨٣ ح: ٥٤٠ وصححہ الألباني في صحیح السنن ١/١٠٩] **''ہاں، اگر اس پر کوئی گندگی نہ پائے۔''** دوسری روایت میں ہے: **''نعم، إلا أن**

یری فیه شیئا فیغسله'' [ابن ماجه طهارة باب ۸۳ عن جابر بن سمرة ﷺ ۱/ ۱۸۰] **''ہاں، لیکن اس میں کچھ** (منی کا اثر) **پائے تو اسے دھولے۔''**

کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ: نبی کریم ﷺ سے حیض آلود کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: '' **تحته ثم تقرصه بالماء ثم تنضحه ثم تصلی فیه**'' [بخاری الحیض باب ۹ ح:۲۲۷ عن أسماء بنت الصدیق ﷺ] ''اس کو کھرچ لے، پھر پانی کے ساتھ مل دے، پھر اسے دھولے۔ اس کے بعد اسے پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی آڑ لے کر پیشاب کیا تو کسی نے کہا: اسے دیکھو! یہ زنانہ طریقے پر (باپردہ اور نہایت احتیاط سے) پیشاب کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے! کیا تو نے نہیں سنا کہ پیشاب لگتا تو بنی اسرائیل اس جگہے کو ہی قینچیوں سے کاٹ ڈالتے تھے، پھر ایک شخص نے انہیں اس سے روکا ... تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔''

[ابن ماجه، وابن حبان عن عبدالرحمن بن حسنة ﷺ۔ صححه الالبانیؒ فی الترغیب ۱/ ۱۳۹] ''وہ اپنا جسم بھی کاٹ ڈالتے تھے۔''

[صحیح أبی داؤد ح:۲۲ ۱/ ۱۷، ۱۸] دوسری روایت میں ہے: ''وہ اپنے کپڑے کاٹ دیتے تھے۔''

بہتر یہ ہے کہ کپڑے کو واشنگ مشین میں ڈالنے سے پہلے نجاست زدہ حصے کو دھو کر پاک کیا جائے۔ ڈاکٹر زحیلی نے لکھا ہے کہ واشنگ مشین میں دھو کر بھی پاک ہو سکتا ہے، کیونکہ اس میں کئی بار پانی ڈال کر تیز گھمایا جاتا ہے، پھر نچوڑا جاتا ہے۔ اور نجاست کا اثر پائے بغیر کسی چیز پر نجس ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ [الفقه الإسلامی ۱/ ۲٦٤]

مبحث ثالث: عبادت سے متعلقہ مقامات

[۱] مساجد: ارشاد الٰہی ہے: ﴿**وطهر بیتی للطآئفین والقآئمین والرُّكّع السُّجود**﴾ [الحج ۲٦] ''اور میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے اور قیام، رکوع وسجود کرنے والوں کی خاطر پاک صاف کردو۔'' طواف خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے، قیام اور رکوع سجود مساجد اور گھروں کے علاوہ بھی ہر جگہ ہو سکتے ہیں۔ غرض تمام مقاماتِ عبادت کی صفائی و پاکیزگی کا اہتمام ضروری ہے۔ ''**أمر رسول الله ﷺ ببناء المساجد فی الدور وأن تنظف وتطیب**'' [ابو داؤد، الصلاة، باب ۱۳، ۱/ ۳۱٤، ترمذی، الصلاة ح: **۵۹٤** عن أمنا عائشةؓ ۲/ ٤۹۰ وصححه الألبانی فی صحیح السنن ۱/ ۱۳۵] ''رسول اللہ ﷺ نے بستیوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں صاف ستھرا و خوشبودار رکھنے کا حکم دیا۔'' نیز ''آپ ﷺ بستیوں میں مسجدیں تعمیر کرنے اور ان کی عمارت عمدہ بنانے اور پاک صاف رکھنے کا حکم دیتے تھے۔'' [أبو داؤد، الصلاة، باب ۱۳ عن سمرة ﷺ وصححه الألبانی فی صحیح السنن ۱/ ۱۳۵]

(i) نجاست سے پاکیزگی: ایک دفعہ صحابہ ؓ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اتنے میں ایک بدو آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا، اس پر صحابہ ؓ (بے ساختہ) کہنے لگے" رک جا، رک جا" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**لا تزرموه ، دعـــوه**" یعنی "اس بیچارے کو مت ڈانٹو، اسے چھوڑ دو" جب وہ پیشاب کر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قریب بلا کر نصیحت فرمائی: "**إن هذه المساجد لا تصلح لشيء من هذا البول ولا القذر، إنما هي لذكر الله عزوجل والصلاة وقراءة القرآن**" یعنی مساجد میں پیشاب کرنا اور کسی قسم کی گندگی پھیلانا ٹھیک نہیں، یہ مسجدیں تو صرف اللہ پاک کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا، وہ ایک ڈول پانی لے آیا اور اس جگہ بہا دیا۔" [مسلم الطهارة ح: ١٠٠ عن أنس ١٦١/٣] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱) صحابہ کرام ؓ اس حرکت پر بہت غضبناک ہوئے۔ کیونکہ انہیں نماز کی جگہ پاک رکھنے کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا۔

(۲) اس حدیث میں مسجد کو پاک صاف رکھنے کا واضح حکم ہے۔

(۳) اس حکم کی حکمت بھی واضح فرمائی گئی ہے۔

بیان کردہ حکمت سے یہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں اور دیگر مجلس کے مقامات میں بھی پاکیزگی کا اہتمام ضروری ہے، کیونکہ ذکر الٰہی، نماز اور تلاوتِ قرآن، مساجد کے ساتھ مخصوص نہیں۔

(۴) اس سے کچے فرش کو پاک کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہوا۔

(۵) حنابلہ کا استدلال ہے کہ زمین کی نجاست دھوپ یا ہوا لگنے اور سوکھنے پر پاک نہیں ہوتی۔ [الفقه ٢٦٢/١]

دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**خذوا ما بال عليه من التراب وألقوه وأهريقوا على مكانه ماء**" "اس کی پیشاب کردہ مٹی کو اٹھا کر پھینک دو اور اس جگہ پانی بہا دو۔" [قال ابن حجر: "إن الطريق المرسلة مع صحة إسنادها إذا ضمت إلى أحاديث الباب وجدت قوة" نيل الأوطار ٥٦/١ ـ أبو داود عن عبدالله بن معقل ؓ وصححه الألباني في صحيح السنن ١١٢/١] مسجد کو بچوں کے پیشاب وغیرہ سے بچانا اور جہاں لگے تو اسے دھونا یا دھلوانا واجب ہے۔ [مجموع فتاوى ابن باز ١١٦/٤]

(ii) طاہر گیلی رطوبتوں سے صفائی: "نبی کریم ﷺ نے بلغم پھینکا اور بائیں پاؤں سے رگڑ کر صاف کر دیا۔" [مسلم كتاب المساجد ح: ٥٩ عن عبدالله بن الشخير ٤٢/٥] "رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے کی جانب بلغم دیکھا...... ناراض ہو کر فرمایا: "**کسی کو بلغم آئے تو اسے اپنے بائیں جانب پاؤں کے نیچے تھوکنا چاہیے، اگر اس کا موقع نہ ملے تو یوں کرنا چاہیے**" یہ کہتے ہوئے راوی قاسم نے اپنے کپڑے میں تھوک کر کپڑے کو رگڑ کر دکھا دیا۔ [بخاری الصلاة باب ٣٦ عن أبي

ھریرہؓ ۱/۶۱۱، مسلم مساجد باب ۵۵ ح ۵/۴۰] ''رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی جانب بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے خود اسے رگڑ کر صاف کر دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:''إذا کان أحدکم یصلی فلا یبصق قبل وجهه ،فإن الله قبل وجهه إذا صلی'' **''جب تم نماز میں ہوں تو سامنے نہ تھوکا کرو، بیشک جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔''** [مسلم، المساجد ح: ۵۰ ح ۵/۳۸، بخاری الصلاۃ باب ۳۳ ۱/۶۰۵عن ابن عمر ۱/۶۰۸،موطأ ح:۴۵۷ ونحوه عن أنس و أبی هریرة وأبی سعیدؓ]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''**البزاق فی المسجد خطیئة وکفارتها دفنها**'' [بخاری الصلاۃ باب ۳۶ کفارۃ البزاق ۱/۶۰۹، مسلم مساجد ح: ۵۸ عن أنسؓ ۵/۴۱] ''**مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں چھپانا ہے۔**'' آپ ﷺ نے فرمایا:''**عرضت علیّ أعمال أمتی ...... و وجدت فی مساوی أعمالها النخاعة تکون فی المسجد لا تدفن**'' [مسلم مساجد ح:۵۷ عن أبی ذرؓ ۵/۴۲] ''**مجھ پر میری امت کے تمام اعمالِ خیر اور شر پیش کیے گئے ...... میں نے اس کی بداعمالیوں میں سے یہ بھی دیکھا کہ مسجد میں بلغم پڑا ہوا ہے، جسے دفن کرنے کا اہتمام نہیں ہوا ہے۔**''

رسول اللہ ﷺ نے ایک امام کو نماز میں قبلے کی جانب تھوکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:''**لا یصلی لکم هذا**'' یعنی اسے آئندہ نماز پڑھانے کا موقع نہ دو۔ بعد میں لوگوں نے اسے آگاہ کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:''**نعم إنک آذیت الله ورسوله**'' ''**ہاں، کیونکہ تو نے اللہ اور اس کے پیغمبر کو اذیت پہنچائی۔**'' [أبو داود وابن حبان عن أبی سهلة وصححه الألبانی فی الترغیب ۱/۱۹۰] دوسری روایت میں ہے کہ یہ نمازِ ظہر کا واقعہ تھا، اس میں آپ ﷺ کے الفاظ یہ ہیں: ''**آذیت الله والملائکة**'' [الطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عمرؓ وحسنه الألبانی ۱/۱۹۰] ''**تو نے اللہ اور فرشتوں کو تکلیف پہنچائی۔**''

ان احکامات کی روشنی میں صحابہ کرامؓ مسجد کی صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ابوعبیدۃ ابن الجراحؓ نے ایک شب (دورانِ نماز) مسجد میں تھوکا، پھر بھول کر گھر لوٹے، پھر آگ کا شعلہ لے کر گئے اور اسے تلاش کر کے دفن کیا، پھر کہا: **الحمد لله، حیث لم تُکتَب علیّ خطیئة اللیلة** ''**اللہ کا شکر ہے کہ آج رات میں ایک گناہ اپنے نامہ اعمال میں درج کرانے سے بچ گیا۔**'' [سبل السلام ۱/۲۴۱ عزواً إلی سنن سعید بن منصور]

(iii) طاہر خس وخاشاک وغیرہ سے: ''مسجد نبوی کو جھاڑو دینے اور تنکے وغیرہ چننے کا اہتمام کرنے والی ایک صحابیہؓ کو صحابہ کرامؓ نے رات کو دفن کر دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھائی۔'' [بخاری الصلاۃ باب ۷۲، ۷۴، مسلم الجنائز ح:۷۱] ابوذرؓ کی روایت مذکورہ جیسی ایک حدیث میں ہے:''**حتی القذاة یخرجها الرجل**

من المسجد ''یعنی'' **امت کے نیک اعمال میں مسجد سے تنکے کا باہر نکالنا بھی دکھایا گیا۔**'' [أبو داؤدؒ، الصلاۃ باب ۱٦ في كنس المسجد ح:٤٦١ ١/٣١٦ وضعفه الألباني. ترمذی فضائل القرآن باب ۱۹ ح:**۲۹۱٦** عن أنس ﷺ ٥/١٦٤]

[2] گھر : مسجد میں پیشاب کرنے والے کو نصیحت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' **إنما هي لذكر الله**......'' معلوم ہوا کہ جہاں ذکر الٰہی، نماز اور تلاوتِ قرآن وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا مسلمان کا گھر بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا شرعاً ضروری ہے۔

خصوصاً اس لیے کہ آپ ﷺ نے خواتین کے لیے ہر نماز اور مردوں کے لیے نفلی نمازیں گھروں میں ادا کرنے کے اہتمام کی خوب تلقین فرما کر اسے مسجد سے بھی زیادہ اجر وثواب کا موجب قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' **لا تمنعوا نساء کم المساجد وبیوتهن خیر لهن**'' [أبو داؤد الصلاۃ باب ۵۳ ح:٥٦٧ عن ابن عمر ﷺ ١/٣٨٢] ''اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو، اور ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔'' نیز ارشاد فرمایا '' **صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها**'' [أبو داؤد ح:٥٧٠ عن ابن مسعود ﷺ ١/٣٨٣] '' **عورت کا کمرے کے اندر نماز پڑھنا بالا خانے میں ادا کرنے سے افضل ہے، اور سٹور کے اندر ادا کرنا گھر میں پڑھنے سے افضل ہے۔**'' ایک حدیث میں عورت کی گھر کے اندر نماز کو مسجد نبوی میں پڑھنے سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔ [أحمدؒ وابن خزيمةؒ وابن حبانؒ عن أم حميدؓ وحسنه الألبانيؒ في الترغيب ١/٢٠٧] **والله أعلم**

رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے فرمایا:'' **اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم ولا تتخذوها قبورا** '' [بخاري الصلاۃ باب ٥٢ كراهية الصلاة في المقابر عن ابن عمر ﷺ ١/٦٣٠] '' **اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں ادا کیا کرو، انہیں قبرستان نہ بننے دو۔**'' اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی:''...... **فصلوا أيها الناس في بيوتكم، فإن أفضل الصلاةِ صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة** '' [بخاريؒ، أذان باب ٨١ صلاة الليل ح:٧٣١ ٢/٢٥١، مسلمؒ، صلاة المسافرين ح:٢١٣ عن زيد بن ثابت ﷺ ٦/٦٨-٧٠] '' **لوگو! گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو، بیشک فرض کے سوا باقی نمازوں کا گھروں میں پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔**'' نماز کی صحت کے لیے جگہ کی صفائی بھی ضروری ہے۔ اس لیے صحابہ کرام ﷺ گھروں کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ فاطمہؓ اپنے گھر کی صفائی کا بہت خیال رکھتی تھی، حتی کہ'' پانی ڈھو ڈھو کر سینے پر نشان پڑ جاتے، جھاڑو دے دے کر کپڑے غبار آلود ہو جاتے۔'' [أبو داودؒ، الأدب باب ١٠٩ ح:٥٠٦٣ عن عليؒ ﷺ ٥/٣٠٧ وأصله متفق عليه]

[3] راستے اور چوپال: صفائی و پاکیزگی کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر شریعت میں انسانی

بستیوں کے ماحول، گرد و پیش، سایہ دار جگہوں اور راستوں کی پاکیزگی سے متعلق بھی واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ بلتستان جیسے سرد علاقوں میں دھوپ سینکنے کی جگہیں بھی اسی حکم میں شامل ہیں۔ واللہ أعلم

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**اتقوا اللعانین**" یعنی بہت زیادہ لعنت پڑنے والی دو عادتوں سے بچتے رہو۔" صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: وہ دونوں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "**الذی یتخلی فی طریق الناس أو فی ظلھم**" یعنی جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے (بیٹھنے کی) سایہ دار جگہوں میں قضائے حاجت کرتے ہیں۔" [مسلم، الطھارۃ ح:٦٨ عن أبی ھریرۃ ﷺ ۳/۱٦۱] رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**من آذی المسلمین فی طرقھم وجبت علیه لعنتھم**" [الطبرانی فی المعجم الکبیر عن حذیفة بن أسید ﷺ وحسنه المنذری والسبل السلام ۱/۱۱۲ وحسنه الألبانی فی الترغیب ۱/۱۳٥]

"جو شخص مسلمانوں کے راستوں میں (گندگی پھیلا کر) انہیں تکلیف پہنچائے اس پر اُن کی لعنت پڑ جاتی ہے۔"

[4] پنگھٹ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اتقوا الملاعن الثلاث: **البراز فی الموارد وقارعة الطریق والظل.**"

[أبوداود وابن ماجه عن معاذ ﷺ وحسنه الألبانی فی الترغیب ۱/۱۳٤، سبل السلام ۱/۱۱۳]

"تین لعنت والی عادتوں سے احتراز کرو: پنگھٹ، عام استعمال کے راستے اور سایہ دار جگہوں میں قضائے حاجت کرنا۔"

"رسول اللہ ﷺ نے استعمال کے سامنے راستے یا ٹھہرے پانی میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے سے منع فرمایا۔" [عن ابن عباس ﷺ وحسنه الألبانی فی الترغیب ۱/۱۳٥] پنگھٹ کنویں، ٹیوب ویل، نل یا ٹیپ (Tap)، یا چشمہ اور نہر یا کویل کے کنارے جہاں سے لوگ پانی لیتے یا جانوروں کو پلاتے ہیں نجاست پھیلانا حرام ہے۔

[5] بیت الخلاء: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "لا یستقع بول فی طست فی البیت، فإن الملائکة لا تدخل بیتا فیه بول منتقع، ولا تبولن فی مغتسلک" [الطبرانی فی الأوسط ... بإسناد حسن ... صححه، وحسنه الألبانی فی الترغیب ۱/۱۲٦] **"گھر کے کسی برتن میں پیشاب نہ رہنے دیا جائے، بیشک فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب کھڑا ہو۔ اور اپنے غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کیا کرو۔"**

معلوم ہوا کہ جب بچے یا مریض کو پیشاب دانی یا (Pot) وغیرہ میں پیشاب کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اسے بلا عذر زیادہ دیر گھر میں رہنے دینا درست نہیں، بلکہ جلد بیت الخلاء میں بہا دینا چاہیے۔ اسی طرح فلش استعمال کرنے کے بعد بھی پانی بہانا شرعاً ضروری ہے۔ کوتاہی کی صورت میں رحمت کے فرشتے قریب نہ پھٹکیں گے اور اہل خانہ گناہگار ہوں گے۔ واللہ أعلم

[6] غسل خانہ: روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل خانے میں پیشاب سے منع کر کے یہ حکمت بیان فرمائی: "**إن عامة الوسواس منه**" [أبوداود، وضعفه الألبانی ضعیف السنن ص ۱٥] "عام طور پر وسوسہ اسی